تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة

مولانا نورالبشر صاحب، استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

"وہ کتابیں اپنے آباء کی......" کے عنوان کے تحت اسلام کے مراجع ومصادر اور ماخذ میں سے کسی ایک کتاب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، اس مرتبہ شہرۂ آفاق کتاب " تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة" کا تعارف نذر قارئین ہے۔ (مدیر)

"علم الرجال" مسلمانوں کا وہ مخصوص فن ہے جس پر وہ بجاطور پر فخر کر سکتے ہیں، اس فن کی کتابوں میں ہر ہر راوی کے تمام ضروری حالاتِ زندگی قلم بند کر دیئے گئے ہیں، آج اس فن کی کتابوں سے ہر معتبر حدیث کے ہر راوی کے متعلق الگ الگ یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ وہ ___ کب اور کہاں پیدا ہوا؟ ___ اس نے کب اور کہاں وفات پائی؟ ___ اس نے کن کن محدثین سے علم حدیث حاصل کیا؟ ___ اس سے کن کن محدثین نے استفادہ کیا؟ ___ حدیث کے ساتھ اس کا شغف کیا تھا؟ ___ مشاغل کیا تھے؟ ___ چال چلن کیسا تھا؟ ___ سمجھ کیسی تھی؟ ___ حافظہ قوی تھا یا کمزور؟ ___ ثقہ تھا یا غیر ثقہ؟ ___ ناقدین کی رائے اس کے بارے میں کیا تھی؟

ظاہر ہے کہ ان جزئی اور شخصی باتوں کا پتہ لگانا سخت دشوار تھا، لیکن اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ان ہزاروں محدثین کو جنھوں نے اپنی عمریں اس کام میں صرف کر دیں، قریہ قریہ، شہر شہر پھرے، راویوں سے ملے اور ان کے متعلق ہر قسم کے حالات دریافت کر کے انہیں قلم بند کرتے رہے، انہی تحقیقات کے نتیجہ میں "اسماء الرجال" کا وہ عظیم الشان فن وجود میں آیا جس کے متعلق مشہور متعصب مستشرق محقق ڈاکٹر اسپرنگر نے لکھا ہے:

> "کوئی قوم دنیا میں ایسی نہیں گذری، نہ آج موجود ہے، جس نے مسلمانوں کی طرح "اسماء الرجال" کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو، جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہو۔"

"علم الرجال" یا "اسماء الرجال" کے اس فن کو علماء نے مختلف قسم کی تصنیفات کے ذریعہ منقسم کیا ہے اور ان سب سے مقصود سنت مطہرہ کی حفاظت وخدمت ہے۔

چنانچہ بعض حضرات علماء نے صرف حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے حالات پر کتابیں لکھیں جن کا مختصر تذکرہ ہم نے اپنے گذشتہ مضمون "الإصابة في تمييز الصحابة" کے تعارف کے ذیل میں کر دیا تھا۔

بعض علماء نے صحابہ وتابعین ودیگر رواۃ کو "طبقات" میں منقسم کر کے ان کا تذکرہ ضبط کیا، اس سلسلہ میں امام محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الطبقات" معروف ہے، اسی طرح حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرۃ الحفاظ" کے نام سے جو کتاب تالیف کی اس میں بھی

طبقات ہی کی ترتیب ہے۔

بعض حضرات عمومی رواۃ (قطع نظر ثقہ اور غیر ثقہ) کو موضوع بنایا جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "التاریخ الکبیر" میں اس بات کو پیش نظر رکھا ہے، اسی طرح ابن ابی حاتم کی کتاب "الجرح والتعدیل" میں بھی عمومی رواۃ کا تذکرہ ہے۔ اور بعض حضرات نے مخصوص کتب کو پیش نظر رکھ کر ان کے رواۃ کے حالات و تذکرہ پر کتابیں لکھیں جیسے، الکمال اور تہذیب الکمال وغیرہ، پھر بعض حضرات نے صرف ثقہ راویوں کے تذکرہ پر مخصوص کتابیں لکھیں جیسے "الثقات للعجلي" اور بعض نے صرف ضعفاء اور متکلم فیہ راویوں کو پیش نظر رکھا، جیسے "الکامل" لابن عدی اور "الضعفاء" للعقیلی اسی طرح بعض حضرات نے مخصوص علاقہ یا ملک کو سامنے رکھ کر وہاں کے رواۃ کو موضوع بنایا اور کتابیں لکھیں جیسے تاریخ بغداد۔

زیر تبصرہ کتاب "تعجیل المنفعة" بھی مخصوص کتب سے متعلق رواۃ ورجال کے تذکرہ پر ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے ایک بات یہ پیش نظر رہے کہ اصول ستہ یا صحاح ستہ اہل اسلام کی وہ معتبر ترین کتابیں ہیں جن کے بعض مصنفین نے جہاں صحتِ حدیث کا زبردست اہتمام اور التزام کیا ہے وہیں دوسرے محدثین نے عموماً ان احادیث کے جمع واستقصاء کی کوشش کی ہے جن سے احتجاج واستشہاد مقصود ہے اور ان سے ائمہ فقہاء نے استنباط احکام کیا ہے۔

ان اصول ستہ میں سے ہر ایک کے رجال پر یا بعض بعض پر مختلف علماء نے کام کیا ہے، لیکن سب سے جامع کام مجموعی کتب ستہ کے رجال پر سب سے پہلے امام عبدالغنی مقدسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۰۰ھ) نے "الکمال فی أسماء الرجال" کے نام سے کیا، جو اب تک مخطوط شکل میں ہے۔

اس کے بعد حافظ ابو الحجاج یوسف مزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) نے اس کتاب کی تہذیب و تنقیح اور تکمیل "تہذیب الکمال" کے نام سے کی، جو ڈاکٹر بشار عواد معروف کی خدمت اور تحقیقات و تعلیقات کے ساتھ پینتیس جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

اس کے بعد حافظ علاء الدین مُغلطای حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۲ھ) نے "تہذیب الکمال" کی "تذییل" لکھی اور اس کا نام "اکمال تہذیب الکمال" رکھا، اس کتاب سے حافظ ابن حجر سمیت بعد کے علماء نے خوب استفادہ کیا۔

اسی طرح مزی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم شاگرد حافظ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے "تهذيب الكمال" ہی پر کام کیا اور اس کا نام "تذهيب التهذيب" رکھا۔

اس کے بعد انھوں نے اس کی تلخیص کی اور "الکاشف فی معرفة من له رواية فی الکتب الستّة" کے نام سے اسے نشر کیا۔

حافظ عراقی کے صاحبزادے حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "الکاشف" پر ذیل لکھی اور اس کا نام "ذیل الکاشف" رکھا۔

آخری دور میں حافظ صفی الدین خزرجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۲۳ھ کے بعد) نے "خلاصة تذهيب تهذيب الكمال" کے نام سے کتاب تالیف فرمائی۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے "تهذيب الكمال" کی تہذیب و تکمیل کی اور اس کا نام "تهذيب التهذيب" رکھا، پھر اس کی تلخیص "تقريب التهذيب" کے نام سے کردی۔

اس طرح کتب ستہ سے متعلق اہم کاموں کو ہم اس نقشہ سے سمجھ سکتے ہیں۔

الكمال في أسماء الرجال للمقدسي

تهذيب الكمال للمزّي

تذهيب التهذيب للذهبي — إكمال تهذيب الكمال لمغلطاى — تهذيب التهذيب لابن حجر

الكاشف للذهبي — خلاصة تذهيب تهذيب الكمال للخزرجي — تقريب التهذيب لابن حجر

ذيل الكاشف لأبي زرعة العراقي

پھر حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عظیم شاگرد ابوالمحاسن محمد بن علی بن حمزہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۶۵ھ نے "تہذیب الکمال" کی تلخیص کے ساتھ ساتھ ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کی احادیث کے رجال کا بھی اضافہ کردیا اور اس کا نام "التذكرة في رجال العشره" رکھا اس کتاب میں انھوں نے امام ابو حنیفہ کی ان احادیث کے رجال کو لیا ہے جن کو ابن خسرو نے جمع کیا ہے، اسی طرح مؤطا امام مالک، مسند الشافعی اور مسند احمد کے رجال کا استقصاء کیا ہے۔

حافظ حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند احمد کے رجال پر ایک مستقل کتاب بھی لکھی ہے جس کا نام "الإكمال بمن في مسند أحمد من الرجال ممن ليس في تهذيب الكمال" ہے۔

پھر حافظ نورالدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ کتاب پر ایک استدراک لکھا ہے جس میں انھوں نے حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے جو رجال مسند احمد رہ گئے تھے ان کا استدراک کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ سارے کام تھے چنانچہ انھوں نے "تعجيل المنفعة" کے نام سے یہ کتاب تالیف فرمائی اور اس میں بنیادی ماخذ کے طور پر حافظ حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "التذكرة" کو رکھا اور اس میں سے صرف ائمہ اربعہ کے اُن رجال کو لیا جو اصولِ ستّہ سے زائد اور ان کے علاوہ ہیں۔

اس کام کے تحت انھوں نے حافظ حسینی کی "الاکمال" حافظ نورالدین ہیثمی کے "استدراک" اور حافظ ابوزرعہ عراقی کی "ذیل الکاشف" کو مستقل سامنے رکھا اور نہ صرف یہ کہ ان سے استفادہ کیا بلکہ ان کے اوہام پر بھی جابجا مطلع کیا۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے حسینی کی اتباع کرتے ہوئے مذکورہ چاروں کتابوں (مسند الامام ابی حنیفہ لابن خسرو، مؤطا امام مالک، مسند الشافعی، مسند احمد بن حنبل) کے رجال کا تو استقصاء کیا ہی، اس کے ساتھ ساتھ "غرائب مالك للدارقطني"، "كتاب الآثار للإمام محمد"، "معرفة السنن والآثار للبيهقي" اور "كتاب الزهد للإمام احمد" کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔ اس طرح بقول حافظ رحمۃ اللہ علیہ "تہذیب" اور "تعجیل" کو جب منضم کردیا جائے تو قرون فاضلہ یعنی تیسری صدی ہجری کے شروع تک کے غالب اور اکثر راویوں کے حالات جمع ہو جائیں گے۔ واضح رہے کہ "تہذیب الکمال" میں ۸۰۴۵ راویوں کا تذکرہ ہے جبکہ "تعجیل المنفعۃ" میں ۱۷۲۷ راویوں کا۔

تعجیل المنفعۃ کی ترتیب

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے ایک مقدمہ تحریر فرمایا ہے جس میں انھوں نے تمہیداً حافظ حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "التذکرہ" کا تذکرہ فرمایا اور اس کے تحت حافظ حسینی کی اس کتاب کی اہمیت اور ان کی کتاب "الاکمال" کا ذکر فرمایا۔ حافظ نورالدین ہیثمی کے استدراک اور حافظ ابوزرعہ عراقی کی "ذیل الکاشف" کا تذکرہ بھی کیا۔ ان حضرات سے جو اوھام صادر ہوئے ان کی طرف اشارہ کیا اور ساتھ ساتھ اپنے غیر معصوم عن الخطا ہونے کا اقرار بھی کیا ہے۔

اسی مقدمہ میں حافظ حسینی کی ائمہ اربعہ کی کتب کے بارے میں ایک عبارت کو نقل کر کے اس پر بھرپور تبصرہ فرمایا اور اس ذیل میں اصول ستہ کے رجال پر کام کرنے والے بہت سے علماء اور ان کی تصنیفات کا ذکر فرمایا اور آخر میں اپنے اس عزم کا اظہار فرمایا کہ میں مذکورہ کتب ائمہ اربعہ کے علاوہ غرائب مالك للدارقطني، معرفة السنن والآثار للبيهقي، كتاب الزهد للإمام احمد اور كتاب الآثار للإمام محمد کا بھی تتبع کروں گا۔

اس کے بعد حسب عادت حروف تہجی کی ترتیب سے رواۃ کو ذکر کیا ہے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے سب سے پہلے مترجمین کو ان کے آباواجداد کے نام کے ساتھ حروف تہجی کی ترتیب سے ذکر کیا ہے۔ یہاں صرف دو مقام پر اس ترتیب کے خلاف کیا ہے ایک یہ کہ جب "عبادلہ" کے ذکر میں پہنچے تو سب سے پہلے "عبداللہ" نام کے تمام رواۃ کا ذکر کردیا اور دوسرے یہ کہ جب حرف میم پر پہنچے تو "محمد" نام کے رواۃ کو سب سے پہلے ذکر کیا۔ یہی طریقہ رجال کی بہت سی دوسری کتابوں میں بھی ہے۔

ناموں کی ترتیب کے بعد ان حضرات کا تذکرہ کیا جو کنیتوں سے مشہور ہیں، اس سلسلہ میں اگر ان کا ذکر مکرر ہوا ہو تو تنبیہ فرمادیتے ہیں کہ ان کا ذکر آگے آئے گا یا گذر چکا۔

پھر ایک فصل ان حضرات کے بارے میں قائم کی جو مبہم ہیں، ان کو باپ دادا کے نام کے ساتھ ذکر کیا گیا۔

دوسری فصل ایسے مبہم رواۃ کے بارے میں قائم کی گئی جن کو انساب اور قبائل کے حوالہ سے متعین کیا گیا۔

تیسری فصل ایسے مبہم حضرات کے بارے میں قائم کی گئی جن کا نہ تو نام مذکور ہے اور نہ نسبت، چنانچہ ان کو ان سے روایت کرنے والوں کی ترتیب سے ذکر کیا گیا۔

چوتھی فصل ان مبہم حضرات کے بارے میں قائم کی جن کے نام و نسبت کا علم نہیں، ان کو ان کے ان رواۃ کے حوالے سے نقل کیا گیا جو کنیتوں سے مشہور ہیں۔

اس کے بعد "نساء" کا تذکرہ ہے اور اس کی ترتیب میں بھی یہی امور ملحوظ رکھے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے ان نساء کا ذکر ہے جو نام سے معروف ہیں، پھر ان کا جو کنیتوں سے معروف ہیں اور پھر مبہمات کا ذکر ہے۔

راویوں کی تمیز کے لیے حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے رموز استعمال کیے ہیں۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ کے رواۃ کے لیے "فه" امام مالک کے رواۃ کے لیے "ك" امام شافعی کے رواۃ کے لیے "فع" اور امام احمد کے رواۃ کے لیے " ا " کے رموز استعمال ہوئے ہیں۔

ان کے علاوہ حافظ کے شیخ حافظ نورالدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کے استدراک کا رمز انھوں نے "ه" مقرر کیا ہے اور عبداللہ بن احمد بن حنبل کی زیادات کے لیے "عب"۔

ان رموز کے علاوہ حافظ نے دو مقامات پر "ز" کا بھی استعمال کیا ہے۔ اس رمز کے بارے میں انھوں نے تو کوئی تصریح نہیں کی،

البتہ تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ غالبًا یہ "رمز" انھوں نے ان رجال کے لیے استعمال کیا ہے جو حسینی رحمۃ اللہ علیہ سے رہ گئے تھے۔

بعض اوقات حافظ رحمۃ اللہ علیہ کسی راوی کے ذکر کے بعد اسی راوی کے نام ونسب وغیرہ کی مشابہت کی بنیاد پر دوسرے راویوں کو بھی ذکر کردیتے ہیں اوران پر "تمییز" لکھ دیتے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی تالیف میں تقریبًا تین سو سے زائد کتب سے استفادہ فرمایا ہے، وہ کبھی تو ان کتب کا صراحۃً حوالہ دیتے ہیں اور کبھی مصنفین کے نام پر اکتفا کرتے ہیں۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ کا اس کتاب میں طرز یہ ہے کہ سب سے پہلے "رمز" لکھ کر راوی کا نام وغیرہ لکھتے ہیں۔ اس کے بعد وہ تفصیل درج کرتے ہیں جو حافظ حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے "التذكرة" میں لکھی ہے، البتہ تتبع اور مراجعت سے معلوم ہوتا ہے کہ بسا اوقات راوی کا ترجمہ حسینی کی "التذكرة" سے لینے کے بجائے "الإكمال" سے بھی لے لیتے ہیں، کبھی دونوں کی عبارتوں کو مندمج کردیتے ہیں اور کبھی تقدیم وتاخیر کرکے لکھتے ہیں، اسی طرح کے دیگر تصرفات کرتے ہیں۔ اس کے بعد عمومًا "قلت" کہہ کر اپنی طرف سے اضافہ فرماتے ہیں۔

پھر جس راوی کا حال ذکر کرتے ہیں بسا اوقات نہایت اختصار سے کام لیتے ہیں جبکہ بعض اوقات خوب تطویل واسہاب سے کام لیتے ہیں۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں جہاں کسی راوی کی توثیق وتضعیف نپے تلے الفاظ میں کرتے ہیں وہیں بسا اوقات اس راوی کی احادیث واسانید پر متین انداز سے کلام کرتے ہیں۔

کبھی تو پوری حدیث نقل کرتے ہیں اور کبھی کوئی ایک جزء ذکر کرتے ہیں۔ اسی طرح کبھی صرف سند ذکر کرتے ہیں، کبھی سند کے ساتھ حدیث کے موضوع کو بھی ذکر کرتے ہیں اور کبھی صرف موضوع کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں احادیث وروایات کے نقل کرنے میں عمومًا یہ التزام بھی کیا ہے کہ مصنفین تک اپنی سند بھی ذکر کردیتے ہیں۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں مترجم رواۃ کے تذکروں کے ذیل میں بہت سی اسانید کے معلول ہونے کا تذکرہ بھی کیا ہے اوران کی علل غامضہ کا اظہار بھی کیا ہے۔

اس طرح اس ضمن میں بہت سی مصطلحات اصول حدیث کا بھی ذکر کیا ہے۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ رواۃ کے تذکرہ کے ذیل میں بعض اوقات طرقِ حدیث کو ذکر کرتے ہیں اور پھر مدار الحدیث کو متعین کردیتے ہیں۔

اسی طرح اس راوی کی حدیث کسی معروف مصنف نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہو تو اس کی تخریج بھی کرتے ہیں۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات راوی کے حالات اور متعلقات کے ذیل میں علماء کے اختلافات کو ذکر کرکے مختلف انداز سے ترجیح دیتے اور محاکمہ بھی کرتے ہیں۔

بعض اوقات راویوں کی تمییز کے لیے دادا کا ذکر کرتے ہیں کہ فلاں شخص اس راوی کے دادا ہیں، کبھی باپ کا، کبھی بھائی کا، کبھی اس سلسلہ میں بیٹے یا بیٹی کا ذکر کرتے ہیں۔ کبھی راوی کی تمییز اس کے نام اور کنیت سے کرتے ہیں اور کبھی اس کے شیوخ وتلامذہ کے ذکر سے، کبھی راویوں کا علاقہ ذکر کرتے ہیں اور کبھی طبقہ کے ذریعہ تعارف کراتے ہیں۔

کسی راوی کے بارے میں حافظ کی اپنی کسی کتاب میں تفصیل موجود ہو تو اس کا حوالہ بھی دے دیتے ہیں، اسی طرح اسی کتاب میں

کسی دوسرے موقع پر تفصیل گذری ہو تو اس کا ذکر بھی کر دیتے ہیں۔

اکثر مشتبہ ناموں اور کنیتوں کو باقاعدہ حروف کے ساتھ ضبط کرتے ہیں تاکہ کسی قسم کا اشتباہ نہ رہے۔

حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے مقامات میں جزم کا صیغہ استعمال نہیں کیا۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے بہت سے مقامات کو جزماً ذکر کیا ہے۔ اس کے بالمقابل بہت سے مقامات ایسے بھی ہیں جہاں خود حافظ نے تردد کا اظہار کیا ہے، ایسی تحقیقات کے ضمن میں حافظ علمی امانت کا خوب خیال رکھتے ہیں اور جس کے حوالہ سے کوئی بات نقل کی جاتی ہے اس کا حوالہ ضرور دیتے ہیں۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں اس کتاب میں حسینی، ہیثمی اور ابوزرعہ رحمہم اللہ کا تعقب کیا ہے اور ان کے بہت سے اوہام ذکر کیے ہیں، وہیں دوسرے بہت سے ائمہ محدثین مثلاً ابن حبان، حاکم، ابن الاثیر، ابن عبدالهادی، ذہبی، علائی، تاج الدین سبکی اور ابن المحب وغیرہ کا بھی تعقب کیا ہے۔

یہ کتاب پہلے بغیر کسی معتبر تحقیق کے چھپی تھی، لیکن ابھی حال ہی میں جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ میں محترم جناب ڈاکٹر اکرام اللہ امداد الحق صاحب نے اس کے پانچ مختلف مخطوطوں کو سامنے رکھ کر اس پر تحقیق و تعلیق کا علمی کام کیا ہے اور اس پر انھیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری ملی ہے اور اب یہ کتاب دو ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس کتاب کی تحقیق کرتے ہوئے جن امور کا لحاظ رکھا ہے ان میں سے چند اہم امور یہ ہیں:

☆ کتاب کے شروع میں ایک معتدبہ حصہ کتاب کے تحقیقی مطالعہ کے نتائج پر مشتمل ہے۔ اس حصہ میں ڈاکٹر صاحب نے پوری کتاب کا اور خاص طور پر حافظ کے جرح و تعدیل میں منہج کا جائزہ لیا ہے۔

☆ ہر راوی کے واسطے دو حاشیے لکھے ہیں، پہلے حاشیہ میں اس راوی سے متعلق مصادر و مراجع مذکور ہیں کہ ان کے حالات مزید کن کن کتابوں میں مذکور ہیں اور دوسرے حاشیہ میں مختلف حوالہ جات ہیں۔

☆ جہاں مصنف نے کوئی حدیث یا اثر ذکر کیا ہے، ان کا تفصیلی حوالہ نقل کیا ہے۔

☆ مصنف کی نقل کردہ نصوص کی اصل مصادر سے مراجعت کر کے تخریج کی ہے۔

☆ کتاب میں وارد غیر مشہور اعلام پر مختصر مختصر تعارفی نوٹ لکھا ہے۔

☆ کتاب میں کوئی غریب لفظ اگر آیا ہو تو اس کی شرح و تفسیر کی ہے۔

☆ کتاب میں جن بلدان واماکن کا تذکرہ آیا ہے ان کا مختصر تعارف بھی کرا دیا ہے۔

☆ علمی اصطلاحات، مختلف طوائف اور فِرَق کا بھی اختصار کے ساتھ تعارف کرایا ہے۔

☆ حافظ رحمہ اللہ کے بعض تعقبات کا بھی تعقب کیا ہے اور انہیں علمی انداز سے ذکر کیا ہے۔

☆ آخر میں کتاب کی آٹھ قسم کی علمی فہرستیں بھی تیار کی ہیں۔ اس طرح اس کتاب سے استفادہ بہت آسان ہو گیا ہے۔

جزى الله عنا وعن جميع أهل العلم مؤلفه و محققه خيراً

وصلى الله وسلّم وبارك علىٰ سيدنا محمد النبي الأمي وعلىٰ آله وصحبه أجمعين۔